رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

روزنامہ

الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAL QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳	۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ	یوم جمعہ	مطابق ۶ ستمبر ۱۹۳۵ء	نمبر ۵۸

قطعہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام

پڑھ چکے احرار بس اپنی کتابِ زندگی
ہو گیا پھٹ کر ہوا ان کا حبابِ زندگی

لوٹنے نکلے تھے وہ امن و سکونِ بیکساں
خود انہی کے لٹ گئے حسن و شبابِ زندگی

دیکھ لینا ان کی امیدیں نہیں گی حسرتیں
اک پریشاں خواب نکلیگا یہ خوابِ زندگی

فتنہ و افساد و سب و شتم و ہزل و ابتذال
اس جماعت کا یہ ہے لبِّ لبابِ زندگی

پڑ رہی ہیں انگلیاں اربابِ حلّ و عقد کی
بج رہا ہے اِس طرح اِن کا ربابِ زندگی

کیا خبر اُن کو ہے کیا جامِ شہادت کا مزا
دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں جو سرابِ زندگی

ہے حیاتِ شمع کا سب ماحصل سوز و گداز
اک دلِ پر خوں ہے میرا اکتسابِ زندگی

دلبرا الزام تو دیتے ہیں چھپنے کا تجھے
اوڑھے بیٹھے ہیں مگر ہم خود نقابِ زندگی

دستِ عزرائیل میں مخفی ہے سب رازِ حیات
موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شرابِ زندگی

غفلتِ خوابِ حیاتِ عارضی کو دور کر
ہے تجھے گر خواہشِ تعبیرِ خوابِ زندگی

بھیرہ میں احرار نے کس طرح خاک اڑائی

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

پیشتر اس کے کہ میں احرار کانفرنس کی نسبت کچھ تحریر کروں۔ یہ بتا دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ بھیرہ کے لوگوں کی عادت ہے۔ کہ نئی چیز کے دیکھنے کے زیادہ مشتاق ہیں۔ اور ان کی فطرت میں تماش بینی زیادہ ہے اس لئے جلوس وغیرہ میں تو نعوذ باللہ خیر اپنے بھی شامل ہونے کی کوشش کی۔ مگر جب ان تمام لیڈران احرار کی قابلیت کا جلوہ ظہور میں آیا۔ اور ان کی بدزبانی سنی۔ تو پھر شریف طبقہ اظہار نفرت کرتا ہوا بیزار ہو گیا اور لفنگا پارٹی بدستور تماشائی ہی رہی۔ شہر کے معزز نوجوانوں کا ایک وفد یکم ستمبر کو مولوی عطاء اللہ کے پاس گیا۔ اور ایک چٹھی بھی انہوں نے تحریر کی۔ کہ آپ اس جلسہ کو تبلیغی کانفرنس ظاہر کرتے ہیں۔ آپ اگر جماعت احمدیہ کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو کسی اصولی طریق پر کریں۔ استہزا اور گالی ان کے خیال کو اپنے خبص کر سکی۔ اور نہ ہی کوئی شریف انسان اس برے طریق کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ایک تو اردو میں تقریر کریں۔ دوسرے سکرٹری انجمن احمدیہ کی طرف سے تین قسم کے ٹریکٹ تمام شہر میں اور جلسہ میں کثرت سے تقسیم کئے گئے ہیں۔ آج رات کی تقریر میں ان کا جواب دیا جائے۔ اس کے جواب میں عطاء اللہ نے کہا۔ کہ ہاں رات کو ان کا جواب دوں گا۔ اور تقریر بھی اردو میں کروں گا۔ مگر جب سٹیج پر کھڑے ہوئے۔ تو بدستور سابق نجاست اگلنے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔

احرار لیڈروں کی جو عزت بروقت روانگی ہوئی۔ اس سے ہر ایک عقلمند اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ پبلک پر ان اشرار کا کیا اثر ہوا۔ عطاء اللہ صاحب معہ دیگر ہمجولیوں کے ۲ ستمبر ۱۲ بجے دن کے بھیرہ سے گاڑی پر سوار ہوئے۔ بروقت روانگی شہر کے معمولی آدمیوں میں سے قریباً چودہ آدمی ساتھ تھے۔ اور مولوی ظہور احمد بگوی معہ دو چار درویشوں کے جا رہے تھے۔

ہر ایک مقرر نے بداخلاقی و حیا سوزی کا کوئی دقیقہ باقی نہ اٹھا رکھا۔ نہ تو ان کی بدزبانی سے کوئی پیر سجادہ نشین بچا۔ نہ مولوی اور نہ شیعہ ہی محفوظ رہے۔ احمدیوں پر تو ان کی خاص نظر تھی۔ چنانچہ عطاء اللہ نے اپنی ایک تقریر میں کہہ بھی دیا۔ کہ بھائی خواہ وہ اچھے ہی ہوں گے۔ مگر مجھے احمدیوں کی دشمنی نے کچھ ایسا اندھا کر دیا ہے۔ کہ سارے قرآن میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک سب جھوٹ ہی جھوٹ نظر آتا ہے۔ میں کیا کروں۔ مجبور ہوں۔ مجھے وہ برے نظر آتے ہیں۔

ہندو مسلم اور عیسائیوں سب نے ان کے حیا سوز رویہ پر اظہار افسوس کیا۔ اور وہ پراچہ پارٹی جو عطاء اللہ کے منگوانے کی محرک تھی۔ جب ہم نے مونہہ کی کھائی۔ تو کہنے لگی اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا۔ کہ یہ اس قماش کا آدمی ہے۔ تو ہرگز نہ منگواتے۔ ہم نے تو فیتاً جوتیاں کھائیں۔ مثل مشہور ہے ؎

کردنی خویش آمدنی پیش

کیونکہ کونسل کی ممبریوں کے لئے یہ احراری لیڈر ان کے رقیب نکلے۔

سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ
بھیرہ

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۴ ستمبر ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنے والوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے۔

نمبر	نام			نمبر	نام	
۱	محمد نور الدین المہدی آفندی	فلسطین		۷	غلام مصطفےٰ صاحب	ضلع پشاور
۲	مرزا جمال احمد خانصاحب	"	"	۸	محمد اسحاق صاحب	یوگنڈا
۳	حسن الصالح ابن جابر	"	"	۹	مہتاب بی بی صاحبہ	"
۴	محمد رفیق المصری	"	"	۱۰	خاتون جنت صاحبہ	کینیا کالونی
۵	احمد عبد الرحمٰن ابو غدیرہ	"	"	۱۱	محمد حاجی ایوب صاحب	"
۶	علی محمد عسلی	"	"	۱۲	عدل صاحب	سماٹرا

یوم التبلیغ

کے متعلق

ضروری اطلاع

جیسا کہ احباب کو پہلے اعلان کے ذریعہ علم ہو چکا ہے۔ امسال یوم التبلیغ ۲۹۔ ستمبر ۱۹۳۵ء بروز اتوار مقرر کیا گیا ہے اس روز ہر بالغ احمدی مرد و عورت کا فرض ہوگا۔ کہ سارا دن غیر احمدیوں میں تبلیغ کرنے کے لئے صرف کریں۔

جس جگہ ہو سکے جلسہ کیا جائے۔ ورنہ انفرادی طور پر تبلیغ کی جائے۔ نیز ٹریکٹوں اشتہارات و کتب وغیرہ کے ذریعہ ہر غیر احمدی کو پیغام حق پہنچایا جائے۔

ناظر دعوت و تبلیغ ۔ قادیان

نظارت تعلیم و تربیت کا اعلان

امسال مبلغین کلاس جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے جو امیدوار کمیشن متعلقہ کے سامنے پیش ہوئے تھے۔ ان میں سے حسب ذیل چار امیدواران کو منتخب کیا گیا ہے

(۱) ملک رحمت اللہ صاحب مولوی فاضل
(۲) مولوی عبد الرحمٰن صاحب ملتانی "
(۳) حافظ محمد رمضان صاحب "
(۴) مولوی غلام احمد صاحب ملتانی

ناظر تعلیم و تربیت

اعلان قابل توجہ سکرٹری و انسپکٹر صاحبان وصایا

امسال یکم مئی ۱۹۳۵ء سے وصایا کی رفتار بہت کم ہے۔ سہ ماہی اول ختم ہو چکی ہے۔ دوسری سہ ماہی کا ایک ماہ گزر گیا ہے۔ مگر ابھی تک وصایا کی رفتار میں نمایاں فرق نہیں آیا۔ سکرٹری و انسپکٹر صاحبان وصایا کی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ پہلی سہ ماہی کی کمی دوسری سہ ماہی کے اختتام یعنی ۳۱ اکتوبر تک پوری ہو جانی ضروری ہے۔

احباب براہ مہربانی وصایا مکمل کر کے بھیجا کریں۔ تاکہ بار بار واپس نہ کرنی پڑیں۔ ہر وصیت میں علاوہ جائداد کے حصہ آمد کی وصیت لکھنا ضروری ہے۔ اور تفصیل جائداد درج ہونی چاہیئے۔

سکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان

کیا احرار حکومت کے کھونٹے پر نہیں ناچ رہے

یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو چکی ہے کہ وہ احرار جو کل تک حکومت انگریزی کو طاغوتی حکومت قرار دیتے تھے۔ اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دینا اپنا واحد نصب العین سمجھتے تھے۔ آج چند سنہری اور روپہلی مصلحتوں کی خاطر جمہور اسلام سے کٹ کر حکومت کے آستانہ پر ناصیہ فرسائی کرنے میں مصروف ہیں۔ اور حکومت ان کی سابقہ شورشوں فتنہ انگیزیوں اور قانون شکنیوں کے صلہ میں انہیں اپنے سایہ عاطفت میں جگہ دیئے ہوئے ہے۔ اور ہر طرح ان کی ناز برداری کر رہی ہے۔ اس کا بالکل واضح پتہ عمالِ حکومت کے اس احرار نواز رویہ سے لگتا ہے۔ جو کہ جگہ بجگہ احرار کی حمایت میں اور ان کی شرارتوں اور غداریوں سے نالاں مسلمانوں کی مخالفت میں اختیار کر رکھا ہے۔ چنانچہ امرتسر کے ایک جلسۂ عام میں ایک مقرر نے علی الاعلان اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا:۔

”مجلس احرار والے دیانتدارانہ مخالفت کو برداشت نہ کرتے ہوئے اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے ہیں۔ اور عامۃ المسلمین کے جلسوں میں جو مسجد شہید گنج کی واگزاری کے مطالبہ کے لئے منعقد ہوتے ہیں۔ اپنے آدمی بھیجکر گڑبڑ ڈلتے ہیں۔ میں حیران ہوں۔ کہ پولیس احراریوں کو پبلک جلسوں میں گڑبڑ ڈالنے پر گرفتار نہیں کرتی۔ لیکن احراریوں کے جلسوں میں اگر کوئی حق گو مسلمان مقرر کسی قسم کا اعتراض کر بیٹھتا ہے۔ اور اس کا جواب شور و شر سے دیا جاتا ہے۔ تو اعتراض کرنے والے کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ خدا جانے حکومت کا یہ امتیازی سلوک کیا مطلب رکھتا ہے“ (زمیندار یکم ستمبر)

حکومتِ پنجاب کا اس طرح کھلم کھلا احرار کی حمایت کرنا۔ اور ان کی ہر قابل اعتراض اور امن شکن حرکت پر چشم پوشی کرتے جانا بلاشبہ مسلمانوں کے دلوں میں شبہات ڈال رہا ہے۔ اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ حکومتِ پنجاب مجلس احرار کو آلہ کار بنا کر مسلمانوں کے قومی مفاد کو نقصان پہنچانا چاہتی ہے اور احرار کو عامۃ المسلمین پر مسلط دیکھنے کی آرزومند ہے۔

حکومت اس لحاظ سے تو قابل مبارکباد ہے کہ اس نے احرار ایسے شورش پسند اور قانون شکن لفنگوں کو نہ صرف قانون پسند۔ اور قانون کے پابند بنا لیا ہے۔ بلکہ خاص تعلقات قائم کرنے کے قابل بھی سمجھ لیا ہے۔ لیکن اسے معلوم ہونا چاہیئے۔ وہ لوگ جو اپنی قوم اور ملت کے ساتھ غداری کر سکتے ہیں۔ وہ کسی اور سے بھی اسی وقت تک وفاداری کا اظہار کر سکتے ہیں۔ جب تک ان کی اغراض پوری ہوتی رہیں۔ ورنہ وہ خاص تعلقات کے ایام کے حاصل کردہ معلومات کی بنا پر پہلے سے بھی زیادہ شوریدہ سری کا اظہار کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ پس حکومت احرار سے جس قدر راہ و رسم بڑھا رہی ہے۔ اسی قدر اپنے لئے کانٹے بو رہی ہے اور وہ وقت آئیگا۔ اور یقیناً آئے گا۔ جب اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

بہرحال اس وقت حکومتِ پنجاب احرار نوازی میں روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اور ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ کہ ان کے خلاف کوئی آواز نہ اُٹھا سکے۔ جیسا کہ ذیل کے واقعہ سے بھی ظاہر ہے:۔

اخبار ”زمیندار“ (یکم ستمبر) لکھتا ہے:۔

”ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب لاہور کی طرف سے مدیر اخبار ”مسجد“ سید نور شاہ صاحب گیلانی کو حکم موصول ہوا ہے۔ کہ وہ اخبار ”مسجد“ کے اجرا کے لئے دس دن کے اندر پانصد روپیہ کی ضمانت حکومت کے خزانہ میں داخل کریں۔ حکومت کے ذمہ دار افسروں سے اس غیر متوقع ضمانت کے متعلق دریافت کرنے پر سید صاحب کو معلوم ہوا ہے۔ کہ چونکہ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں آپ احرار کے خلاف ہنگامہ خیز مضامین لکھ رہے ہیں۔ اس امر کا قوی احتمال ہے۔ کہ آپ اپنے ہفتہ وار اخبار ”مسجد“ میں بھی احرار کی مخالفت کریں گے“

امرتسر کے ایک اور جلسہ کے متعلق اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ

”مجلس احرار نے رات کے وقت چوک فرید میں جلسہ کا فیصلہ کیا۔ اور شہر میں منادی کے لئے رضاکار ایک ٹانگے میں تھے۔ اور دوسرے تانگہ میں پولیس ان کی حفاظت کے لئے آگے آگے جا رہی تھی تانگہ کے ساتھ ایک دو کانسٹبل سائیکلوں پر بھی تھے۔ کٹڑہ سفید۔ اور کٹڑہ رام سنگھ میں خاص طور پر پولیس ان کی حفاظت میں متعین رہی .... رات کا جلسہ پولیس کے زبردست پہرے میں منعقد ہوا لٹھ باز پولیس کی ایک بڑی جمعیت ہتھکڑیاں لے کر جلسہ گاہ کے ارد گرد متعین تھی“

اسی قسم کی اور بھی کئی ایک مثالیں دیگر مقامات کے متعلق پیش کی جا سکتی ہیں ایک طرف تو یہ حالت ہے۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کو سخت شکایت ہے۔ کہ ان کے جلسوں میں احراری آکر فتنہ و فساد پیدا کرتے اور جلسہ کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔ مگر پولیس ان کا کوئی انتظام نہیں کرتی۔ حکومت اپنی مصلحتیں خود ہی جانتی ہے۔ لیکن احرار کے متعلق اس کا موجودہ رویہ دو گونہ خطرات پیدا کر رہا ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ حکومت کو اپنا حامی۔ اور مددگار سمجھکر فتنہ و شرارت میں روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ اور ان کی حرکات مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہوتی جا رہی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں یقیناً ملک میں بے امنی پیدا ہوگی۔ دوسرے احرار کے متعلق حکومت کا رویہ اس قسم کے شکوک و شبہات پیدا کر رہا ہے۔ جن کی وجہ سے حکومت سے مسلمانوں کی کشیدگی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

جشن سیمین حضور ظل سبحانی

پچیس سالہ دورِ حکومت اعلیحضرت بندگان عالی نواب میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

سرکار کی شوکت بڑھے اجلال بڑھے۔ جاہ و حشم و دولت و اقبال بڑھے
یارب ہو یہ سلطانِ دکن شاہ جہاں۔ عز و شرف و مملکت و مال بڑھے

یہ خبر تمام ہندوستان میں عموماً اور ممالک محروسہ سرکار عالی میں خصوصاً نہایت مسرت کے ساتھ سُنی گئی ہے۔ کہ حضور ظل سبحانی کا جشن سیمین۔ اوائل شوال ۱۳۵۴ھ میں منایا جانے والا ہے اعلیحضرت کے دور حکومت میں مملکت آصفیہ کے ہر شعبہ میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے۔ اس وجہ سے حضور کی تمام رعایا بلا خیال مذہب و ملت آپ کی ذات والا صفات سے دلی محبت رکھتی ہے مختلف ادارے اور مختلف مجالس ابھی سے اپنے اپنے طریقوں پر جشن منانے کی شاندار تیاریاں کر رہے ہیں انجمن فیض عام سکندرآباد بھی اس میں حصہ لے رہی ہے۔ تجویز ہے۔ کہ

برکاتِ عہد عثمانی

پر ایک مضمون محترم اہل قلم حضرات و طلبا ر کالج وغیرہ سے لکھوائے جس میں اعلے حضرت خلد اللہ ملکہ کے دورِ حکومت کے برکات کا جامع طور پر تذکرہ ہو۔ زبان کی حلاوت اور انداز بیان کی شیرینی خصوصیت سے نمایاں ہو مضمون فلسکیپ کے ستر صفحوں سے متجاوز نہ ہو۔ اور ایک ہی رُخ پر صاف لکھ کر سر بمہر لفافہ میں ۲۹ رجب ۱۳۵۴ھ تک (جو تاریخ اعلان خود مختاری سلطنت آصفجاہی ہے) معتمد انجمن فیض عام سکندرآباد کے پتہ پر روانہ کریں۔ بہترین مضمون نگار کو طلائی تمغہ دیا جائیگا۔ مسابقتی مضامین واپس نہ کئے جائینگے۔ اور فیصلہ ممتحنین قطعی ہوگا۔ مسابقت کے لئے کم از کم سات مضمون کا وصول ہونا لازمی ہوگا۔

مضمون میں جدت طرازی ہو۔ ایسے مضامین جو دیگر مطبوعات سے نقل کئے گئے وہ شریک مسابقت نہیں کئے جائیں گے۔ ممتحن صاحبان کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ ایسا مضمون جس کا غالب حصہ اقتباسات پر مشتمل ہوگا۔ خارج از مسابقت کر دیں۔

مضمون نگار صاحبان اپنے مضامین کو مدلل بنانے کے لئے کہیں کہیں مطبوعات سے اقتباسات لیں۔ تو ہر اقتباس کے آخر میں ماخذ کا حوالہ دینا ضروری ہوگا۔

المشتہر: معتمد انجمن فیض عام سکندرآباد

انہدام مسجد شہید گنج کا جُرم قانون کی نظر میں

ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب بار ایٹ لا کی اہم قانونی بحث

ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب بار ایٹ لاء نے انہدام مسجد شہید گنج کے متعلق قانونی نقطۂ نگاہ سے بحث کرتے ہوئے حسب ذیل بیان اخبارات میں شائع کرایا ہے۔

یہ مناسب موقع ہے۔ کہ میں اپنے ان دوستوں کے سامنے جو اس بات پر حیران ہو رہے ہیں کہ میں غیر فرقہ وارانہ خیالات کا مالک ہونے کے باوجود تحریک مسجد شہید گنج میں کیسے شامل ہوگیا۔ چند ضروری تصریحات پیش کردوں اور اس حکومت کو بھی چند ضروری باتیں بتادوں جسنے مسجد شہید گنج کے معاملہ میں غلط حکمت عملی اختیار کرکے خلافت ایجی ٹیشن کے بعد پہلی مرتبہ اسلامیانِ ہند کی آنکھیں کھولدی ہیں تاکہ وہ دیکھ سکیں۔ کہ سرکار عالیہ کے دل میں ان کے مذہبی احساسات کا کس قدر احترام ہے۔

مذہب اور فرقہ داری کا امتیاز

مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے۔ کہ میرے وہ احباب جو اس امر پر حیرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ میں ایک خالص مذہبی تحریک میں شامل ہوگیا ہوں۔ "انٹی کمیونلزم" کے صحیح معنی ہی نہیں سمجھتے۔ مذہب فرقہ داری سے بالکل الگ چیز ہے۔ جو لوگ اپنے مذہب یا دوسروں کے مذہب کا احترام نہیں کرسکتے۔ وہ انٹی کمیونسٹ (غیر فرقہ دار) بھی نہیں ہوسکتے۔

مذہب کس وقت فرقہ داری میں بدل جاتا ہے؟

مذہب اسی وقت فرقہ داری تبدیل ہوتا ہے۔ جب مذہب کے نام پر حصول حقوق کی کوشش شروع کی جائے۔ کمیونلزم مذہب سے بالکل مختلف چیز ہے۔ اور ان دونوں کو ایک دوسرے سے کسی قسم کی نسبت نہیں ہوسکتی میں نے آج تک حقوق کا مطالبہ مذہب کی بناء پر نہیں کیا۔ اور اب بھی اعلان کرتا ہوں کہ اس قسم کا مطالبہ اسی طرح بے معنی ہوگا۔ جس طرح مذہبی حقوق شہریت کے اصول پر حاصل کرنے کی خواہش بے معنی ہوگی۔

مذہب اور سیاسیات

میں نے کسی کی خاطر اپنا مذہب قربان نہیں کردیا۔ اور نہ کسی دوسرے سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کی خاطر اپنا مذہب قربان کرے صاف الفاظ میں وہ اتحاد جس کا میں خواہشمند ہوں۔ ہندو مسلم اتحاد ہے۔ نہ کہ غیر ہندو اور غیر مسلم اتحاد۔ ایک انٹی کمیونسٹ کو بلاخوف وخطر اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہیئے۔ اور دوسروں کے مذہب کا بھی احترام کرنا چاہیئے یہی انٹی کمیونلزم کا پہلا سبق ہے۔ جو سیاسیات سے مذہب کو الگ کرتا ہے۔ ہندوستان کی آئندہ تنظیم اور ہندوستانیوں کا باہمی اتحاد اور ہندوستانیوں کے مقصد کے حصول کا راز اسی میں مضمر ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کریں۔

میں ان پابندیوں کے باعث جو میں نے اپنے پر عائد کی ہوئی ہیں۔ مسجد شہید گنج کی تحریک میں نمایاں حصہ نہیں لے سکا۔ لیکن جتنا حصہ میں نے اس تحریک میں لیا ہے۔ اس سے مجھے کوئی ندامت نہیں۔ میری تو خواہش یہی تھی۔ کہ میں ایک خالص مذہبی عبادتگاہ کو بے حرمتی سے بچانے کے لئے اس سے بھی زیادہ سرگرمی کا مظاہرہ کرتا۔ میرے یہ جذبات محض اپنے مذہب ہی کے لئے نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ہر مذہب کا اتنا ہی احترام ہے۔ میرے لئے وہ دن نہایت قابل فخر اور مبارک دن ہوگا۔ جب مجھے کسی مندر گوردوارہ یا کلیسا کی حرمت کے لئے کوئی قربانی کرنی پڑی۔ میرے احباب کو بخوبی یاد ہوگا۔ کہ میں ہی ۱۹۲۱ء میں جب "گورو کے باغ" میں سکھ مجروح ہوئے۔ تو ڈاکٹروں کا ایک وفد لیکر وہاں پہونچا تھا۔

ایک انٹی کمیونلسٹ لیڈر کے فرائض

موجودہ تحریک میں میری شمولیت جس کا مقصد وحید محض مسلمانوں کے احساسات کو سکھوں کے ہاتھوں مجروح ہونے سے بچانے کا ہے۔ اسی مذہبی احترام کے جذبہ کے زیر اثر تھی۔ جو سکھوں کے لئے بھی میرے دل میں موجود ہے۔ جنہیں میں "ایک اور فرقہ" کی ہمدردی حاصل کرنے سے باز رکھنے کا متمنی تھا۔ یہی ایک انٹی کمیونسٹ کا فرض ہے۔ جسے انجام دینے میں اسے بعض اوقات اپنی ہر دلعزیزی کو بھی خطرہ میں ڈالدینا پڑتا ہے۔

حکومت سے شکوہ

اب میں چند الفاظ حکومت سے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ مجھے بے باکانہ طور پر یہ حق بات کہہ دینی چاہیئے۔ کہ آج حکومت نے ہر مسلمان کے دل کو اس قدر صدمہ پہونچایا ہے۔ اور اس کے جذبات کی اتنی بے حرمتی کی ہے۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کی تھی۔

حکومت کا ناقابلِ فہم رویہ

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ حکومت کو حکام نے غلط مشورہ دیا۔ اور نتائج کی تمام تر ذمہ واری ان پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے قانون دان حضرات اور عوام کی سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے۔ کہ ایک ایسا جرم جس کی نوعیت بالکل واضح تھی۔ کس قانون کے ماتحت حکومت کی فوج اور پولیس کی نگرانی میں ہوا۔

مسجد شہید گنج کی حیثیت

مسجد شہید گنج واقعی مسجد تھی۔ عام تاریخی کتب اور دستاویزوں میں حتی کہ گوردوارہ ٹریبونل کے ۱۹۳۰ء کے اس فیصلہ میں بھی جسے آج حکومت اپنی صفائی میں پیش کر رہی ہے۔ اسے "مسجد" ہی لکھا گیا ہے سکھ گوردوارہ پر بندھک کمیٹی نے بھی اپنی جائداد کی فہرست میں اسے مسجد لکھا ہے۔ غرض کہ یہ مسلمہ امر ہے کہ یہ عمارت خالصاً "عبادت گاہ" تھی۔

مسجد شہید گنج اور مسلمان

اگر سکھوں کے طویل قبضہ کے باعث اور اس بناء پر کہ مسلمان مدت سے مسجد کو بطور مسجد استعمال نہ کرسکے۔ یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ مسجد شہید گنج کی حیثیت باقاعدہ طور پر مسجد کی نہ رہی تھی۔ تو پھر بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ یہ "ایک ایسی عمارت تھی جس کا ایک فرقہ کے دل میں کافی احترام تھا" اور یہی الفاظ دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند میں درج ہیں۔ جب اس عمارت کو "منہدم" کیا گیا۔ یا اس کی "بے حرمتی" کی گئی۔ اور اس کے انہدام سے کسی فرقہ کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کا ارادہ تھا۔ یا کم از کم اسے منہدم کرنے والوں کو "اس امر کا یقینی طور پر علم تھا۔ کہ اسے گرا دینے سے ایک فرقہ کے مذہب کی توہین ہوگی"۔ تو اس فعل پر دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کے اطلاق میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔

مسلمانوں کی مذہبی توہین کی گئی

بحث کی خاطر اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے۔ کہ مسجد مذکور کی حیثیت آج کل ایک عبادتگاہ کی نہ رہی تھی۔ تاہم اس بات سے ایک لمحہ کے لئے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ مسلمانوں کے لئے یہ مقام حد درجہ مقدس اور متبرک تھا۔ اور یہ کوئی چھپی ہوئی حقیقت نہ تھی۔ کہ اس عمارت کے انہدام سے مسلمانوں کی مذہبی توہین ہوگی عمارت متنازعہ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا نظریہ مسٹر اسپی پرتاپ مجسٹریٹ لاہور نے ۷ر جولائی ۳۵ء کو انہدام سے پہلے اجو کمیونک شائع کیا۔ اس میں آپ غیر مبہم الفاظ میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ عمارت ایک پرانی مسجد ہے۔ اور اس کے متعلق مسلمانوں میں سخت جوش پھیل رہا ہے۔ آگے چل کر آپ فرماتے ہیں۔ "گوردوارہ اور مسجد دونوں بالکل محفوظ ہیں۔ اور حکام نے موجودہ قضیہ کے فیصلہ تک ان کے تحفظ کا ہر ممکن انتظام کردیا ہے"۔

مسجد کی پانچ روزہ حفاظت

افسوس! اس "غیر معمولی حفاظت" اور اس تحفظ کی عمر جو دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کی رُو سے "کسی مقدس مقام" کے لئے کیا گیا۔ صرف پانچ یوم تھی۔ اور یہی "مقدس مقام" پانچ یوم کے بعد حکومت کی بندوقوں اور سنگینوں کے سایہ میں اور اس حکومت کے حکم سے جس کے ذمہ تمام مذہبی عمارات کی حفاظت کا فرض ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سٹی مجسٹریٹ اور پولیس افسروں کی آنکھوں کے سامنے منہدم کردیا گیا۔ حالانکہ یہ لوگ جانتے تھے کہ ضابطہ فوجداری کی رو سے یہ فعل واقعی ایک سنگین جرم ہے۔

مسلمانوں سے بے انتہا ناانصافی

جو کچھ ہو رہا تھا حکومت اسے خوب جانتی تھی۔ اور دیکھ رہی تھی لیکن بجائے مجرموں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کرنے کے الٹا ان پر لاٹھی چارج اور رائفل چارج شروع کر دیا۔ جنہیں قانونی حفاظت کی احتیاج تھی اور جن کے مذہبی جذبات کی سخت توہین ہو چکی تھی۔

حکومت کے مشیروں سے ایک سوال

میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ حکومت کے مشیروں نے سکھوں کے اس فعل کو دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کے مطابق کیوں جرم تصور نہ کیا لیکن ان فاضل مشیروں کا پورا احترام کرتے ہوئے اور اپنی قانونی معلومات کے مطابق کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ سکھوں کے اس فعل میں کس بات کی کمی رہ گئی تھی۔ جس نے اس فعل کو جرم متصور نہ ہونے دیا؟ میں یقین سے کہتا ہوں کہ سکھوں کا یہ فعل سراسر ایک سنگین جرم تھا جو دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کی زد میں آتا تھا

حکومت کو مخلصانہ مشورہ

میں حکومت کو اب بھی یہی مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں۔ کہ وہ اس صوبہ کے آئندہ نظام کے پیش نظر اس اہم ترین معاملہ کے سلسلہ میں اپنی پوزیشن پر پھر غور کرے حکومت کے لئے اب بھی موقع ہے کہ متذکرہ صدر قانون کی روشنی میں جب کہ سکھوں کا جرم بالکل واضح ہے وہ مجرمین کے خلاف کارروائی کرے لیکن اگر حکومت اب بھی اپنی ہٹ دھرمی کو نہیں چھوڑنا چاہتی اور مجرمین کے خلاف کوئی ایسی کارروائی نہیں کرنا چاہتی۔ جو اسے کافی دیر پہلے کرنی چاہیئے تھی تو میں برادران اسلام کو جو اپنے مذہبی حقوق کے تحفظ کے لئے بے چین ہو رہے ہیں۔ یہی مشورہ دوں گا کہ وہ جوڈیشنل ٹریبونل سے انصاف کا مطالبہ کریں اور پریوی کونسل تک قانونی جنگ کریں۔

مسلمانوں کو مشورہ

قانونی مسائل میں خواہ کوئی کتنا صاحب اختیار اور ارفع و اعلیٰ ہی کیوں نہ ہو۔ آخری فیصلہ صادر کرنے کا مجاز نہیں ہوتا اور یہ معاملہ واقعی ایسا ہے جس میں مسلمانوں کے حق میں بہت سے قانونی پہلو ہیں اس

رامپور ریاست میں احرار کی احمدیت کے خلاف تقریریں

جامع مسجد رامپور میں ۲۰ اگست ۱۹۳۵ء بوقت دس بجے رات جلسہ منعقد کیا گیا جس میں ایک رامپور کے مولوی صاحب نے تعارف کراتے ہوئے مولوی عطاء اللہ کی تعریف میں چند کلمات کہے۔ نیز کہا مولوی صاحب کو اللہ اکبر کے نعروں سے بہت جوش پیدا ہوتا ہے۔ اگر تم ان سے اچھی تقریر سننا چاہتے ہو۔ تو بہت زور زور سے اللہ اکبر کے نعرے لگانا۔ اس کے بعد پھر ایک نظم پڑھی گئی جس میں سراسر احمدیت کے خلاف بدزبانی تھی۔ پھر شیخ حسام الدین امرتسری کی تقریر ہوئی۔ جس میں اس نے احمدیت کو عیسائیت کی شاخ قرار دیا۔ اور بتایا کہ پہلے عیسائیوں نے کروسیڈ کی جنگوں میں اسلام کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہے۔ اس زمانہ میں صلاح الدین جیسوں نے ان کی دال نہ گلنے دی۔ بالآخر انہوں نے نہایت دماغ سوزی کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اسلام کی تباہی اسی صورت سے ہو سکتی ہے۔ کہ اس کے اندر ایک ایسا فرقہ پیدا کیا جائے جو ایسی تعلیم دے۔ کہ مسلمان بالکل ناکارہ ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کی کوشش مصر اور ایران میں کی۔ مگر چونکہ وہاں اسلامی حکومت تھی۔ اس لئے ناکام رہے۔ پھر انہوں نے ہندوستان میں پنجاب کو منتخب کر کے اس میں سے ایک ایسے شخص کو جو ان کا ایک ادنیٰ ملازم تھا۔ اس بات کی ترغیب دلائی کہ نبوت کا دعویٰ کر دے۔ اس نے جہاد بالسیف سے بالکل منع کر دیا۔ اس کے پیچھے ایک ایسی زبردست طاقت کام کرتی تھی۔ جو نہایت بالیاقت مدبر تھی۔ یعنی حکیم نورالدین۔ اور یہ سب اس کے پھیلائے ہوئے بکھیڑے ہیں۔

اس کے بعد مولوی عطاء اللہ نے تقریر کی۔ جس میں کہا۔ آؤ ہم سب مسلمان مل کر قادیانیوں کو کچل دیں اور رسول پاک کے دستار مبارک کو بچالیں۔ (نامہ نگار)

گزارش

نامہ نگار صاحب سے گزارش ہے۔ کہ مضامین خوشخط اور کافی بین السطور چھوڑ کر لکھا کریں۔

لئے آخر دم تک ہمت نہ ہارنا چاہیئے۔ عبادت گاہوں یا دیگر "مقدس مقامات" کے تحفظ کا مسئلہ خواہ وہ مسجدوں سے تعلق [illegible] مندروں [illegible] گاہوں سے اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ ہمیں اس سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ قانون ایک ہی ہے اس لئے اگر کوئی مفید ضابطہ وضع کر لیا گیا۔ تو وہ تمام مذاہب کے پیروؤں کیلئے یکساں منفعت بخش ہوگا۔ لیکن بدقسمتی سے چونکہ موجودہ مصیبت صرف مسلمان پر نازل ہوئی ہے مسلمانوں کو اس سلسلہ میں ایک قدم پیچھے نہ ہٹنا چاہیئے خدا اس کی ہمت اور توفیق دے

پر قبضہ کر لے۔ اس وقت متولی مہنت کا نام حکومت کے رجسٹر میں بحیثیت مالک کے مندرج نہیں تھا۔ پھر کیوں سکھوں کی بہادری کے گیت گاتا اس وقت عطاء اللہ شاہ اپنا سب سے بڑا کارنامہ سمجھتے تھے۔ حکومت جو آج قانونی فیصلوں کی عظمت کا وعظ سنا رہی ہے۔ اس نے بار بار اکالیوں کے مقابلہ میں اپنے فیصلہ جات کا کیوں احترام نہیں کیا۔ گولیاں آج مسلمانوں کے سینے پر پیوست ہیں وہ اس وقت کیوں ٹھنڈی تھیں جب گرو کے باغ کی طرف اکالیوں کا جتھا روانہ ہو رہا تھا۔ اس زمانہ کے گورنر کی حکمت عملی۔ کیوں ہوئی کہ گرو کے باغ کو زبردستی متولی سے خرید کر اکالیوں کے حوالہ کر دیا۔ اور آج سر ایمرسن کی یہ حکمت عملی کہاں سو گئی ہے۔ (مستقیم)

احرار کی قانون پرستی پر ہر اس شخص کو حیرت ہے جو ان کی گذشتہ زندگی کے حالات سے واقف ہے۔ البتہ حکومت ان سے مطمئن ہے۔

احرار کی قانون پرستی

مولانا حسرت موہانی کے خیالات

احراریوں کے اعلانات میں جس چیز نے سب سے زیادہ ہمیں متحیر کر دیا وہ یہ چیز تھی۔ کہ یہ جماعت اس لئے تحریک مسجد شہید گنج میں حصہ لینا نہیں چاہتی ہے۔ کہ قانون کی رو سے اس مسجد پر سکھوں کا قبضہ ثابت ہے۔ اور مسلمانوں کو ہزارہا قربانیوں کے بعد بھی کوئی صورت کامیابی کی نظر نہیں آسکتی۔ قانون پرستی کا یہ ادعا اس جماعت کو ہرگز زیب نہیں دیتا جس کا دعویٰ تھا۔ کہ قانون شکنی اس کا سب سے بڑا طرۂ امتیاز ہے۔ جس نے مسلم کانفرنس پر صرف اس لئے اعتراض کیا تھا۔ کہ وہ تحریک ستیہ گرہ قانون شکنی میں شریک ہونا گناہ سمجھتی تھی۔ ہندوستان میں جب کبھی کوئی تحریک شروع کی گئی۔ تو ابتداءً وہ خلاف قانون معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جب کامیاب ہو جاتی ہے تو پھر قانون کے ماتحت آجاتی ہے۔ خلافت کی تحریک سے بڑھ کر خلاف قانون کون تحریک ہو سکتی ہے۔ خود سکھوں کی تمام تحریکات قانون کے دائرہ سے باہر رہی ہیں لیکن وہی جماعت جو سب سے زیادہ خلاف قانون الزامات کے لئے مورد الزام تھی۔ آج حکومت کے لئے باعث احترام ہے۔ اور پربندھک کمیٹی سے صوبہ پنجاب کے گورنر کی التجائیں دنیا کو حیرت میں ڈال رہی تھیں۔

اکالیوں کا جتھا جب جیتو اور گرو کے باغ کی طرف روانہ ہوا تھا تو عطاء اللہ شاہ بخاری اور تمام حضرات جو مسلمانوں کے سب سے [illegible] سب سے [illegible] کی بہادری [illegible] اور جرأت [illegible] مشتہر کر رہے تھے ہم پوچھنا [illegible] ہیں۔ کہ کیا گرو کا باغ متولیوں [illegible] ہندو مہنتوں کی جائداد نہ تھی [illegible] ننکانہ کی طرف سے جب اکالیوں کا جتھا بڑھا۔ تاکہ گوردوارہ

...انون سے بے انتہا ناانصافی

...جو کچھ ہو رہا تھا حکومت اسے
...ب جانتی تھی۔ اور دیکھ رہی تھی لیکن
...ئے مجرموں کے خلاف کسی قسم کی
...روائی کرنے کے الٹا ان پر لاٹھی
...وج اور رائفل چارج شروع کر دیا۔
...یں قانونی حفاظت کی احتیاج تھی
...جن کے مذہبی جذبات کی سخت
...ین ہو چکی تھی۔

...مت کے مشیروں سے ایک سوال

...یری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ حکومت
...مشیروں نے سکھوں کے اس فعل کو دفعہ
...۲ تعزیرات ہند کے مطابق کیوں جرم
...ر نہ کیا۔ لیکن ان فاضل مشیروں کا پورا
...ام کرتے ہوئے اور اپنی قانونی معلومات
...مطابق کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں
...کھوں کے اس فعل میں کس بات کی کمی
...ی تھی۔ جس نے اس فعل کو جرم متصور
...و نے دیا؟ میں یقین سے کہتا ہوں کہ
...ھوں کا یہ فعل سراسر ایک سنگین جرم تھا
...دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کی زد میں آتا

...حکومت کو مخلصانہ مشورہ

...میں حکومت کو اب بھی یہی مخلصانہ مشورہ
...ا ہوں۔ کہ وہ اس صوبہ کے آئندہ
...ام کے پیش نظر اس اہم ترین معاملہ کے
...سلہ میں اپنی پوزیشن پر پھر غور کرے حکومت
...ے لئے اب بھی موقع ہے کہ متذکرہ صدر
...ون کی روشنی میں جب کہ سکھوں کا جرم
...ل واضح ہے وہ مجرمین کے خلاف
...روائی کرے لیکن اگر حکومت اب بھی اپنی ہٹ دھرمی
...یں چھوڑنا چاہتی اور مجرمین کے خلاف کوئی ایسی
...روائی نہیں کرنا چاہتی۔ جیسے کہ فی الواقعہ ہونی چاہیئے تھی تو
...ں برادران اسلام کو جو اپنے مذہبی حقوق
...ے تحفظ کے لئے بے چین ہو رہے
...ں۔ یہی مشورہ دوں گا کہ وہ جوڈیشنل
...ریونل سے انصاف کا مطالبہ کریں اور
...ریوی کونسل تک قانونی جنگ کریں۔

مسلمانوں کو مشورہ

قانونی مسائل میں خواہ کوئی کتنا صاحب
اختیار اور ارفع و اعلیٰ ہی کیوں نہ ہو۔
آخری فیصلہ صادر کرنے کا مجاز نہیں ہوتا
اور یہ معاملہ واقعی ایسا ہے جس میں مسلمانوں
کے حق میں بہت سے قانونی پہلو ہیں اس
لئے آخر دم تک ہمت نہ ہارنا چاہیئے۔
عبادت گاہوں یا دیگر "مقدس مقامات"
کے تحفظ کا مسئلہ خواہ وہ مسجدوں سے
تعلق رکھتا ہو یا گوردواروں مندروں
اور کلیساؤں سے میرے نقطہ نگاہ سے
اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ ہمیں اس سلسلہ
میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا چاہیئے
کیونکہ قانون ایک ہی ہے اس لئے اگر
کوئی مفید ضابطہ وضع کر لیا گیا۔ تو وہ تمام
مذاہب کے پیروؤں کیلئے یکساں منفعت بخش
ہوگا۔ لیکن بدقسمتی سے چونکہ موجودہ مصیبت
صرف مسلمان پر نازل ہوئی ہے۔ مسلمانوں کو اس
سلسلہ میں ایک قدم پیچھے نہ ہٹنا چاہیئے
خدا اس کی ہمت اور توفیق دے

رامپور ریاست میں احرار کی احمدیت کے خلاف تقریریں

جامع مسجد رامپور میں ۳۰ اگست ۱۹۳۵ء بوقت دس بجے رات جلسہ منعقد کیا گیا جس میں ایک رامپور کے مولوی صاحب نے تعارف کراتے ہوئے مولوی عطاء اللہ کی تعریف میں چند کلمات کہے۔ نیز کہا مولوی صاحب کو اللہ اکبر کے نعروں سے بہت جوش پیدا ہوتا ہے۔ اگر تم ان سے اچھی تقریر سننا چاہتے ہو۔ تو بہت زور زور سے اللہ اکبر کے نعرے لگانا۔ اس کے بعد پھر ایک نظم پڑھی گئی جس میں سراسر احمدیت کے خلاف بدزبانی تھی۔ پھر شیخ حسام الدین امرتسری کی تقریر ہوئی۔ جس میں اس نے احمدیت کو عیسائیت کی شاخ قرار دیا۔ اور بتایا کہ پہلے عیسائیوں نے کروسیڈ کی جنگوں میں اسلام کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہے۔ اس زمانہ میں صلاح الدین جیسوں نے ان کی دال نہ گلنے دی۔ بالآخر انہوں نے نہایت دماغ سوزی کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اسلام کی تباہی اسی صورت سے ہو سکتی ہے۔ کہ اس کے اندر ایک ایسا فرقہ پیدا کیا جائے جو ایسی تعلیم دے۔ کہ مسلمان بالکل ناکارہ ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کی کوشش مصر اور ایران میں کی۔ مگر چونکہ وہاں اسلامی حکومت تھی۔ اس لئے ناکام رہے۔ پھر انہوں نے ہندوستان میں پنجاب کو منتخب کر کے اس میں سے ایک ایسے شخص کو جو ان کا ایک ادنیٰ ملازم تھا۔ اس بات کی ترغیب دلائی کہ نبوت کا دعویٰ کر دے۔ اس نے جہاد بالسیف سے بالکل منع کر دیا۔ [illegible] کے پیچھے ایک ایسی زبردست طاقت کام کرتی تھی۔ جو نہایت بالیاقت مدبر تھی۔ یعنی حکیم نورالدین۔ اور یہ سب اس کے پھیلائے ہوئے بکھیڑے ہیں۔

اس کے بعد مولوی عطاء اللہ نے تقریر کی جس میں کہا۔ آؤ ہم سب مسلمان مل کر قادیانیوں کو کچل دیں اور رسول پاک کے دستار مبارک کو بچا لیں۔ (نامہ نگار)

احرار کی قانون پرستی

مولانا حسرت موہانی کے خیالات

احراریوں کے اعلانات میں جس چیز نے سب سے زیادہ ہمیں متحیر کر دیا وہ یہ چیز تھی۔ کہ یہ جماعت اس لئے تحریک مسجد شہید گنج میں حصہ لینا نہیں چاہتی ہے۔ کہ قانون کی رو سے اس مسجد پر سکھوں کا قبضہ ثابت ہے۔ اور مسلمانوں کو ہزارہا قربانیوں کے بعد بھی کوئی صورت کامیابی کی نظر نہیں آ سکتی۔ قانون پرستی کا یہ ادعا اس جماعت کو ہرگز زیب نہیں دیتا جس کا دعویٰ تھا۔ کہ قانون شکنی اس کا سب سے بڑا طرۂ امتیاز ہے۔ جس نے مسلم کانفرنس پر صرف اس لئے اعتراض کیا تھا۔ کہ وہ تحریک ستیہ گرہ قانون شکنی میں شریک ہونا گناہ سمجھتی تھی۔ ہندوستان میں جب کبھی کوئی تحریک شروع کی گئی۔ تو ابتداءً وہ خلاف قانون معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جب کامیاب ہو جاتی ہے تو پھر قانون کے ماتحت آ جاتی ہے۔ خلافت کی تحریک سے بڑھ کر خلاف قانون کون تحریک ہو سکتی ہے۔ خود سکھوں کی تمام تحریکات قانون کے دائرہ سے باہر رہی ہیں لیکن وہی جماعت جو سب سے زیادہ خلاف قانون الزامات کے لئے مورد الزام تھی۔ آج حکومت کے لئے باعث افتخار ہے۔ اور پربندھک کمیٹی سے صوبہ پنجاب کے گورنر کی التجائیں دنیا کو حیرت میں ڈال رہی تھیں۔

اکالیوں کا جتھا جب جیتو اور گرو کے باغ کی طرف روانہ ہوا تھا تو عطاء اللہ شاہ بخاری اور تمام حضرات جو مسلمانوں کے سب قسم میں سب سے آگے آگے ہیں سکھوں کی بہادری اور جرأت کی داستان کو مشتہر کر رہے تھے ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا گرو کا باغ منتولیوں اور ہندو مہنتوں کی جائداد نہ تھی۔ اور کیا ننکانہ کی طرف سے جب اکالیوں کا جتھا بڑھا۔ تاکہ گوردوارہ پر قبضہ کر لے۔ اس وقت متولی مہنت کا نام حکومت کے رجسٹر میں بحیثیت مالک کے مندرج نہیں تھا۔ پھر کیوں سکھوں کی بہادری کے گیت گانا اس وقت عطاء اللہ شاہ اپنا سب سے بڑا کارنامہ سمجھتے تھے۔ حکومت جو آج قانونی فیصلوں کی عظمت کا وعظ سنا رہی ہے۔ اس نے بار بار اکالیوں کے مقابلہ میں اپنے فیصلہ جات کا کیوں احترام نہیں کیا۔ جو گولیاں آج مسلمانوں کے سینے پر پیوست ہیں وہ اس وقت کیوں ٹھنڈی تھیں جب گرو کے باغ کی طرف اکالیوں کا جتھا روانہ ہو رہا تھا۔ اس زمانہ کے گورنر کی حکمت عملی۔ کیوں ہوئی کہ گرو کے باغ کو زبردستی متولی سے خرید کر اکالیوں کے حوالہ کر دیا۔ اور آج سر ایمرسن کی یہ حکمت عملی کہاں سو گئی ہے۔ (مستقل)

احرار کی قانون پرستی پر ہر اس شخص کو حیرت ہے جو ان کی گذشتہ زندگی کے حالات سے واقف ہے البتہ حکومت ان سے مطمئن ہے۔

گزارش

نامہ نگار صاحبان سے گزارش ہے۔ کہ مضامین خوشخط اور کافی بین السطور چھوڑ کر لکھا کریں۔

احرار کے "اہلِ زمیندار" کی ذاتیات پر حملے

احرار کے ترجمان "مجاہد" نے کتم عدم سے سر نکالتے ہی شرافت اور انسانیت کی جس طرح مٹی پلید کرنی شروع کی۔ اسے دیکھ کر ہر شخص حیران رہ گیا۔ آخر جب اس کا سوقیانہ پن حد سے بڑھ گیا۔ تو بعض لوگوں نے اس کے مونہہ میں لگام دینے کی کوشش کی۔ اور اس کے ساتھ ہی اخبار "زمیندار" سے بھی کہہ دیا۔ کہ وہ ذاتیات کا ذکر نہ کیا کرے۔ اس کی اس نے یہاں تک پابندی کی۔ کہ کسی اور اخبار نے اگر اظہارِ حقیقت کے لئے بعض الفاظ استعمال کئے۔ تو "زمیندار" نے وہ مضمون درج کرتے ہوئے ان الفاظ کو حذف کر دیا۔ لیکن "مجاہد" میں بدزبانی جاری رہی۔ معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ "زمیندار" کا ہر ایک لفظ احرار کو تیز نشتر کی طرح چبھتا ہے۔ اس لئے "مجاہد" نے یہ شور مچانا شروع کر دیا ہے۔ کہ "آج کل کی لغت میں لفظ انصاف یا تو موجود نہیں اور اگر ہے تو اس کے معنی تبدیل ہو چکے ہیں۔ ہمارے ثالث بالخیر کا انصاف یہ ہے کہ اب بھی خطاب کے قابل اگر کسی کو سمجھا جاتا ہے۔ تو وہ ہم ہیں۔ اور جب بھی قلم اٹھتا ہے۔ ہمارے ہی لئے اٹھتا ہے۔ چپ رہو۔ خاموش رہو" اس کے بعد پنجاب کے مسلم پریس سے اپیل کی ہے کہ "اس معاملہ میں انصاف اور حقیقی انصاف سے کام لے"

مجھے اس بارے میں کچھ کہنے کی تو ضرورت نہیں۔ کیونکہ نہ صرف پنجاب کے مسلم پریس بلکہ تمام ہندوستان کے مسلم پریس کے سامنے انصاف سے کام لینے کے لئے اخبار "زمیندار" اور "مجاہد" کے اوراق موجود ہیں۔ البتہ ایک بات جس سے انصاف کرنے میں میرے نزدیک کافی مدد مل سکتی ہے پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ "احرار" نے اگر چند روز "مجاہد" کے صفحات "زمیندار" کے متعلق اس غلاظت سے آلودہ نہیں کئے۔ جو ان کی فطرت میں داخل ہے۔ تو اس کے لئے اور طریق اختیار کر لیا گیا۔ چنانچہ وہ معاہدہ جس کا "سختی" سے پابند رہنے کا "مجاہد" کو دعوٰے ہے ۱۳ اگست کو ہوا لیکن ۱۵ اگست کے اخبار "پیغام عمل" لائلپور میں ایک نہایت ہی گندہ مضمون "زمیندار" کے متعلق شائع کرا دیا گیا۔ یہ احرار کا اخبار ہے۔ اور احرار کی حمایت میں ہی اس نے مذکورہ بالا بیان شائع کیا۔ اس میں اول تو مسجد شہید گنج کی ان الفاظ میں تحقیر کی گئی ہے۔ کہ "سکھوں نے اینٹوں کی ایک عمارت گرا دی" اور پھر مسجد کی حفاظت کے لئے جد وجہد کرنے والوں اور خصوصاً "زمیندار" سے تعلق رکھنے والوں کے متعلق لکھا ہے۔

"گریبان میں مونہہ ڈالو خدا کی قسم ملت اسلامیہ اس تباہی پر خون کے آنسو روتی ہے۔ جب یہ نظر آتا ہے۔ کہ شراب خانوں۔ رنڈی خانوں۔ بھٹیار خانوں کی رونق بڑھانے والے اشخاص قوم کی راہ نمائی کرتے نظر آتے ہیں۔ اے ناموس محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بیچنے والے شراب خور راہ نماؤ غور کرو۔ سوچو کہ تم قوم کی راہ نمائی کے قابل ہو۔ تو مسجد شہید گنج کا نام لے کر سید عطاء اللہ شاہ۔ سید داؤد جیسے پاک نفس پاک باطن مجاہدوں کی ہستیوں پر حملہ کرتے ہو۔ راقم نے تمہیں اپنی آنکھوں سے شراب پیتے دیکھا۔ راقم نے تمہیں رنڈیوں کی محفلوں کی زینت بنتے دیکھا۔ اے زمیندار کے دفتر میں قوم کے روپیہ پر چلنے والے قوم کی آواز کہلوانے والے اخبار کے دفتر میں شراب کے گلاس پر گلاس چڑھانے والے راہنماؤ سچ کہو کیا امت اسلامیہ کی راہ نمائی تم جیسے شرابی۔ تم جیسے بد عمل کر سکتے ہیں۔ تم مسجد شہید گنج کا رونا روتے ہو۔ تم مسجد شہید گنج کے مسمار کئے جانے پر ماتم کرتے ہو۔ مگر میں ماتم کناں ہوں اس امت کے مستقبل کا۔ جس کی راہ نمائی کا قرعہ تم جیسے بد عنوان کے نام پڑا ہے۔ تم جیسے خود غرض پیٹ کے بندے اسلام کی خدمت کریں۔ اسلام کی خاطر لڑیں۔ یہ کیسے ممکن ہے" ٭ اسی پرچہ کے صفحہ اول پر بقلم مولوی عطاء اللہ کی سفارش درج ہے۔ کہ مسلمان اس کی امداد کریں۔ اور اس کے ایڈیٹر کو "روشن خیال اور جوان ہمت کا خطاب عطا کیا ہے" میں تو اخبار "زمیندار" والوں کے حوصلہ اور ہمت کی داد دوں گا۔ کہ انہوں نے احرار کی طرف سے ایسا گندا اور ہتک آمیز مضمون شائع ہونے پر بطور گلہ بھی اس کا ذکر نہ کیا۔ اور مجاہد یونہی شور مچانے لگ گیا۔ (آغا شاد کاشمیری)

مسٹر آلیور بالڈون الوہیت مسیح کے عقیدہ کے خلاف

الوہیت مسیح کا عقیدہ بہت سے آزاد خیال عیسائیوں کے نزدیک ناقابل قبول ہے۔ معزز معاصر "مسلم ٹائمز" لنڈن نے ۱۵ اگست کی اشاعت میں مسٹر آلیور بالڈون کی تصنیف "مسیح کے سوانح حیات" میں سے ایک اقتباس درج کیا ہے۔ جس میں مصنف مذکور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میں مسیح کی الوہیت کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں کنسٹنٹائن کی کونسل آف نسایہ (Constantines Council of Nicaea) سے واقف ہوں (کنسٹنٹائن میں مشرقی الجیریا کا پایہ تخت ہے ۳۲۵ء عیسوی میں بعض مذہبی مسائل پر بحث کرنے کے لئے عیسائی دنیا کے نمائندوں کی ایک کونسل منعقد ہوئی تھی) اگرچہ میں نے بہت غور و خوض کیا ہے۔ مگر مجھے اناجیل میں الوہیت مسیح کا خفیف سے خفیف ثبوت بھی نہیں مل سکا۔ راویوں اور مفسروں نے اس کا ثبوت بہم پہنچانے کے لئے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ مگر ان کی ایک دلیل بھی کسی عدالت میں یا کسی آزاد تحقیق میں قابل قبول نہیں سمجھی جا سکتی۔ میں نے اناجیل کو بار بار تحقیق و تدقیق سے پڑھا ہے۔ میں نے اس کے لاطینی اور یونانی نسخے بھی ملاحظہ کئے ہیں۔ حال میں ایک عربی ترجمہ بھی پڑھا ہے۔ ان تمام امور کو مد نظر رکھ کر میں راسخ العقیدہ عیسائیوں کے اخذ کردہ نتیجہ پر سخت حیران ہوں خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ قیاسی علیسائی مسیح کی زندگی اور تعلیم کے سوا دنیا کے باقی ہر مسئلے اور ہر بات کے لئے بڑے سے بڑا ثبوت بھی کافی تصور نہیں کیا کرتے"

یہ ہے ایک مستند عیسائی کی تشریح اس عقیدہ کے متعلق جسے مسیحی مشنری عیسائیت کی جان قرار دیتے ہیں ٭

جذام اور سگ گزیدگی کا علاج

مجلس امداد جذام سلطنت برطانیہ کی شاخ پنجاب نے صوبہ ہذا میں جذام کے معالجہ کے متعلق بڑی سرگرمی سے کام شروع کیا ہے۔ اس برانچ میں ایک صوبائی افسر جذام کا کام کر رہا ہے جس نے صوبہ کے بعض حصوں میں اس موذی مرض کے متعلق تحقیقات کی ہے اور متعدد جذام خانے قائم کئے ہیں۔ حکومت جذام کے خلاف ایک باقاعدہ و منظم مہم شروع کر رہی ہے اور اس کے متعلق افسر جذام کی آسامی کو صوبائی حیثیت دینے کا سوال اس کے زیر غور ہے مدت زیر تبصرہ میں سگ گزیدگی کے علاج کے بارہ میں بھی نمایاں ترقی ہوئی۔ صوبائی دار التجارب امراض جراثیم و قبطیریا لاہور سے کثیر التعداد مریض فیضیاب ہوئے۔ یہاں ۱۹۳۳ء میں ۶۰۷۰ اور ۱۹۳۴ء میں ۳۹۲۴ مریضوں کا کامیابی سے علاج کیا گیا۔ اور ان میں کسی ایک کی موت کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی۔ (از محکمہ اطلاعات)

ضرورت باورچی

شملہ میں ایک ہوٹل کے مالک کو ایک لائق باورچی کی ضرورت ہے۔ جو انگریزی اور دیسی کھانا پکا سکتا ہو۔ تنخواہ ۲۵ روپے ماہوار معہ کھانا ہو گی۔ عمدہ دیسی کھانا پکانے والے امیدوار بھی درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔ حسب ضرورت غور کیا جائے گا ٭

امیدوار مع تصدیق عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اپنی درخواستیں جلد سے جلد دفتر ہذا میں بھجوا دیں ٭

ناظر امور عامہ۔ قادیان

علاقہ ملایا کی دیہاتی زندگی

ایک احمدی مبلغ کے قلم سے

اصل ملائی کہلانے کے مستحق ان علاقوں کے رہنے والے باشندے ہیں جو عموماً ربڑ اور ناریل کے جنگلوں میں چھوٹی موٹی بستی کی صورت میں دور دور لکڑی کے مکان بنا کر رہتے ہیں۔ گو شہر کے باشندے بھی۔ جو نسلاً تو ملائی ہیں۔ مگر مغربی تہذیب کا شکار ہیں۔ ہرگز ملائی کہلانے کے مستحق نہیں۔ کیونکہ چینی تہذیب کا ایک گہرا اثر ان لوگوں کی تمدنی اور معاشرتی زندگی پر پڑا ہے۔ نیز دیگر تہذیب یافتہ ممالک کی قربت اور ان کی بکثرت آمد و رفت نے ان لوگوں کی حالت میں ایک تحیر خیز تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ شہر کے ملائی جو مغربی تہذیب کی مسموم ہواؤں میں پلتے ہیں۔ مغربی تہذیب کے بہت دلدادہ ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ مذہب سے کلیتہً لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ ارکان اسلام کی پابندی تو الگ رہی کئی لحاظ سے یہ انسانیت سے بھی دور جا پڑے ہیں۔ ان میں سے ایک کثیر حصہ تو دہریت کی زد میں آ گیا ہے۔ کچھ آغوش عیسائیت میں جا چکے ہیں اور جو باقی بچے ہیں وہ بھی اسلام کو بدنام کرنے کے لئے رہ گئے ہیں۔

شہر سنگا پور میں قدم قدم پر قمار خانے بنے ہوئے ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ تعداد انہی ملائیوں کی ہوتی ہے۔ جو اپنے آپ کو "فرزندان توحید" کہتے ہیں۔ سینما یا اور دوسرے تفریحی مقامات پر انہی ملائیوں کی اکثریت پائی جاتی ہے۔ جو اپنے آپ کو "مسلمان" کہتے ہیں۔ شراب خانوں میں بھی زیادہ یہی ہوتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو "مسلم" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور پھر طرہ یہ کہ انہیں اس بات کا ذرا بھی احساس نہیں کہ قعر مذلت میں گرتے جا رہے ہیں۔ یہاں کے علماء کا طبقہ جس سے یہ امید کی جا سکتی تھی۔ کہ وہ ملائی قوم کی اصلاح کرے گا عوام سے بھی گیا گذرا ہے۔ اور اس کی حالت ذرا اس لائق نہیں کہ صحافت میں لائی جا سکے۔

مختصر یہ کہ یہاں کے علماء بھی دیگر ممالک کے علما کی طرح اسلام کے شفاف دامن پر سیاہ اور بدنما دھبہ کی حیثیت رکھتے ہیں

الغرض یہ شہری ملائیوں کی زندگی کا ایک مختصر خاکہ ہے۔ لیکن اس کے بالمقابل اگر دیہاتی ملائیوں کی زندگی پر نظر دوڑائی جائے۔ تو کم از کم اتنا تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ وہ بہت کچھ ان زہریلے اثرات سے محفوظ ہیں۔ جن کے شکار شہری ملائی ہو چکے ہیں۔

دیہات کے ملائی اکٹھے ہو کر نہیں بستے بلکہ ایک کافی فاصلے پر اپنے اپنے مکانات بناتے ہیں۔ ان لوگوں کے مکانات عموماً لکڑی کے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین پتھریلی ہے۔ اس لئے پختہ عمارت بنانے میں علاوہ دوسری مشکلات کے خرچ بھی زیادہ ہوتا ہے اور لکڑی کے مکانات بناتے میں ان کو لکڑی کثرت سے مل جاتی ہے۔ یہ اپنے مکانات عموماً ربڑ کے گھنے جنگلوں میں بناتے ہیں۔ اور تقریباً ہر ملائی کے گھر کے چاروں طرف ناریل کے درخت ضرور پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ سبزی۔ ترکاری۔ پان انناس کی کاشت بھی یہ لوگ اپنے مکان کے سامنے کرتے ہیں۔ یہ لوگ صفائی کا بھی بہت زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ میں جس جس ملائی کے گھر گیا ان لوگوں کے مکانات بہت ہی صاف اور ستھرے دیکھے۔ خصوصاً مکان کے اندرونی حصہ کو بہت ہی مزین اور منقش پایا۔ برخلاف اس کے ہندوستان کے دیہاتوں میں یہ خوبی بہت کم پائی جاتی ہے

عام طور سے یہ لوگ بہت غربت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کے گذارے کا دارومدار ربڑ کے درختوں سے دودھ نکالنے یا ربڑ کے کارخانوں میں مزدوری کرنے پر ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان کی غربت کی سب سے بڑی وجہ اسراف ہے فی الحقیقت ربڑ کی گرانی کے زمانے میں یہ لوگ بہت ہی مالدار تھے۔ لیکن اب جبکہ ربڑ کی ارزانی اپنی انتہائی منزل طے کر چکی ہے وہ ملائی جو سیم و زر سے کھیلتے تھے نان جبینہ کے لئے محتاج ہو رہے ہیں۔ ربڑ کی فیکٹریوں کے مالک یا تو چینی ہیں یا یورپین۔ اور یہ ملائی صرف دودھ نکالنے یا قلی کا کام کرنے کے لئے رہ گئے ہیں۔ ان لوگوں کی اخلاقی حالت بھی نسبتاً اچھی ہوتی ہے۔ بلکہ بعض ملائی کے اخلاق کو دیکھ کر میں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ ان دیہاتی ملائیوں نے باوجود اجنبیت کے اخلاق کا بہت ہی اعلےٰ نمونہ دکھایا۔ کئی ملائیوں نے دوران سفر میں میری تواضع چائے۔ اور "کافی" سے کی۔ خدا ان کو روحانی غذا عنایت کرے آمین۔

افسوس ان لوگوں کی دینی حالت دنیوی حالت سے بھی گئی گذری ہے۔ یہ مذہبی گفتگو میں قطعاً دلچسپی نہیں لیتے۔ اور نہ مذہبی امور میں حصہ لیتے ہیں۔ ارکان اسلام کی پابندی تو ایک بڑی بات ہے۔ ان کے مذہبی معلومات کا دائرہ بھی بہت ہی تنگ واقع ہوا ہے۔ ایک ملائی نوجوان نے میری ڈاڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حیرت سے پوچھا "آپ نوجوان آدمی ہو کر ڈاڑھی رکھتے ہیں"؟ میں نے کہا جناب نہ صرف یہ میرا فرض ہے۔ بلکہ آپ کا بھی فرض ہے۔ ارکان اسلام کی پابندی صرف ضعیفوں کے لئے نہیں۔ بلکہ جوانوں کے لئے بھی ہے۔

الغرض ان لوگوں کی دینی و دنیوی حالت کو دیکھ کر رونا آتا ہے۔ خدا وہ دن لائے کہ یہ لوگ اس زمانے کے حقیقی مصلح کو شناخت کر لیں۔ تاکہ حقیقی مسلمان کہلانے کے علاوہ دنیوی نعمتوں سے بھی متمتع ہو سکیں۔

اعلان برائے توجہ موصیان حصہ آمد

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال یکم مئی سے شروع ہوتا ہے۔ ۳۱ جولائی ۱۹۳۵ء کو مالی سال کی سہ ماہی ختم ہو گئی ہے۔ مگر بعض موصیان حصہ آمد نے ابھی تک مئی جون جولائی کا حصہ آمد نہیں بھیجا۔ میرا یہ اعلان پڑھ کر ایک ہفتہ کے اندر اندر حصہ آمد آخر اگست تک بھیج دیں۔ ورنہ ان کا نام تجاویز داران میں بھیج دیا جائے گا۔

ناظر بیت المال قادیان

ایک بد زبان احراری کا عبرتناک انجام

حال ہی میں ہمارا ایک تبلیغی وفد جنوبی ہندوستان میں آیا۔ تو بنگلور چھاؤنی میں وفد کے ایک رکن مرزا عبدالرحمٰن صاحب معہ ایک مقامی احمدی کے یہاں کے ایک غیر احمدی حکیم نور الدین (صدر احرار) سے ملنے گئے۔ اس نے نہایت بدزبانی کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت فحش گالیاں دیں اس کے بعد اس نے اپنی بدزبانی کو اخبار الکلام میں شائع کرایا۔ ۲۸ر اگست کی شام کو یہ خبر ملی۔ کہ وہ شخص اچانک فالج گرنے سے مر گیا ہے۔ یہ انی مھین من اراد اھانتک کا ایک زبردست نشان ہے۔ اس علاقہ میں اس کی شرارت اور معاندت سب سے بڑھ کر تھی۔ سو خدا تعالےٰ نے اس کو عبرتناک لعنت کی موت مارا۔ وہ فخریہ کہا کرتا تھا۔ کہ میں وہ ہوں۔ جس نے امرتسر میں تمہارے مرزا صاحب کے پتھر مارے تھے۔

گذشتہ سال جب یہاں ایک مناظرہ قرار پایا تھا۔ اور ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم آئے تھے۔ تو اس وقت بھی اس شخص نے نہایت شرارت کی تھی۔ انہی ایام میں یہاں ایک احمدی بچہ فوت ہو گیا۔ تو اس شخص نے اس کی کھودی ہوئی قبر کو بند کر دیا۔ اور کہا۔ کہ یہ ہمارا قبرستان ہے۔ احمدی اس میں دفن نہیں ہو سکتا۔ اور لوگوں میں بھی بہت اشتعال پیدا کر دیا۔ بالکل تندرست ہونے کی حالت میں وہ بنگلور سے باہر ایک گاؤں کیسر مٹہ میں گیا۔ کہ اچانک فالج گرا۔ اور ایک ہی دن میں اس کا کام تمام ہو گیا۔

اس موت کے متعلق جو اعلان کیا گیا۔ اس میں لکھا ہے۔ "کل بروز چہارشنبہ ۲۸ر اگست ۱۹۳۵ء مولوی حکیم نور الدین شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ کیسر مٹہ و صدر مجلس دعوت و ارشاد بنگلور کا اچانک بمقام کنگل بعارضہ فالج انتقال ہو گیا"۔

المعلن۔ چوہدری محمد ابراہیم سکرٹری خلافت کمیٹی بنگلور۔ خاکسار ملک محمد عبداللہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

کوئٹہ ۳ ستمبر۔ آج صبح ۴ بجکر ۲ منٹ پر زلزلے کا ایک شدید جھٹکا محسوس ہوا۔ اور ساتھ ہی گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی جو پندرہ سیکنڈ رہی۔ لوگ بستروں سے چونک پڑے۔ نقصان کی تاحال کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

جنیوا ۳ ستمبر۔ حادثہ ولوال کی تحقیقات کے لئے مسٹر پولیٹیس پانچواں ثالث مقرر ہوا تھا۔ اس نے اپنی تحقیقات مکمل کر لی ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ اٹلی کو بری الذمہ قرار دیتا ہوا حادثہ کی تمام ذمہ داری ابی سینیا کے مقامی کمانڈر کے سر تھوپتا ہے۔

شملہ ۳ ستمبر۔ مسز جواہر لال نہرو کی تشویشناک حالت کے پیش نظر گورنر جنرل نے پنڈت جواہر لال نہرو کو یورپ جانے کی اجازت دیدی ہے۔ چنانچہ آج صبح وہ الموڑہ جیل سے رہا کر دئے گئے۔ آئندہ جمعہ کو بذریعہ ہوائی جہاز عازم یورپ ہونگے۔

لنڈن ۲ ستمبر۔ برطانیہ۔ فرانس اور جرمنی عظیم الشان جنگی مظاہروں میں مصروف ہیں۔ برطانوی افواج کی تیرہ مصنوعی جنگیں سالسبری کے میدان میں لڑی جائیں گی جن میں تمام قسم کے اسلحہ کو استعمال میں لایا جائے گا۔ فرانس کے فوجی مظاہرات ماہ ستمبر کا بیشتر حصہ جاری رہیں گے۔ جرمنی کے مظاہرات جن کی ہر ہٹلر اور وزیر جنگ نگرانی کر رہے ہیں۔ جنگ عظیم سے لے کر زبردست ترین خیال کئے جاتے ہیں۔

عدیس آبابا ۳ ستمبر۔ حبشہ کے بہت سے معتمد لوگوں کا خیال ہے۔ کہ موجودہ مایوس کن حالات سے نجات حاصل کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے۔ کہ حبشہ کو برطانیہ کے زیر فرمان کر دیا جائے اس کے متعلق یہ علم نہیں کہ شہنشاہ کا کیا خیال ہے۔ مگر اس میں شبہ نہیں۔ کہ ذمہ دار حلقے اس امر کی طرف سنجیدگی سے متوجہ ہیں۔

رنگون ۳ ستمبر۔ کل ضلع ہنگو میں گورنر برما کی ٹرین کو پٹڑی سے اتارنے کی کوشش کی گئی۔ پولیس کو بروقت پتہ لگ گیا۔ وہ لوگ جو پٹڑی اکھاڑنے میں مصروف تھے۔ بھاگ گئے۔

بمبئی ۳ ستمبر۔ بمبئی کے ایک انگریزی اخبار کو معلوم ہوا ہے۔ کہ فارن میلز بمبئی کے سپرنٹنڈنٹ کو حکومت ہند کا ایک سرکلر موصول ہوا ہے۔ جس میں جنگ کی صورت میں غیر ملکی سروس کے لئے بیلارڈ اسٹیٹ کے سٹاف سے درخواستیں طلب کی گئی ہیں بھرتی ہونے والوں کو مطلع کیا جائے گا کہ وہ چھ دن کے نوٹس پر عدن یا سمالی لینڈ کو روانگی کے لئے تیار رہیں۔

امرت سر ۳ ستمبر۔ اخبار پرتاپ ۵ ستمبر لکھتا ہے۔ کہ مقامی مجلس احرار والنٹیرز کی بھرتی کر رہی ہے۔ ان والنٹیروں کو اس ایجی ٹیشن کے مقابلے کے لئے استعمال کیا جائیگا۔ جو مسلمان مسجد شہید گنج کی واگذاری کے لئے شروع کرنا چاہتے ہیں

لاہور ۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ حکومت پنجاب نے اخبار "احسان" کی پانچ سو روپیہ کی ضمانت ضبط کر لی ہے۔ ضبطی کی وجہ ایک مضمون بعنوان "مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں حکومت کا طرز عمل" ہے۔ جو احسان ۲۳ ر اگست میں شائع ہوا۔

عدن (بذریعہ ہوائی ڈاک) امام یمن نے ایک حکم جاری کیا ہے۔ جس کے ذریعہ مصر اور عدن میں رہنے والے یمنیوں کو اٹلی کی فوج میں بھرتی ہونے کی ممانعت کی گئی ہے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کی جائداد ضبط کر لی جائے گی۔

تھباگی ۳ ستمبر۔ حالات ہمند کے متعلق سرکاری اعلان مظہر ہے۔ گذشتہ اڑتالیس گھنٹے نوشہرہ بریگیڈ مصروف عمل رہا۔ نمبر ۲۲ پہاڑی بیٹری کی گولیوں نے قبائلیوں کو پسپا کر دیا۔ ایک دوسری اطلاع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ چینی لشکر پارٹی کے ایک رکن کو زندہ گرفتار کر لیا

الہ آباد ۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند نظام تعلیم میں اہم تبدیلیاں کرنے کے لئے غور و خوض کر رہی ہے اور وہ ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ ہندوستان کے تعلیمی نظام کا جائزہ لے کر اس میں ضروری اصلاحات کی جائیں۔

نیپلز ۳ ستمبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ مشرقی افریقہ کو اطالوی افواج اور سامان جنگ نہایت شدومد سے بھیجا جا رہا ہے۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں آٹھ جہاز بھیجے جا چکے ہیں۔

جیبوتی ۳ ستمبر۔ ابی سینیا میں تیل اور معدنیات کا ٹھیکہ لینے والی کمپنی کے مالک کا بیان ہے۔ کہ وہ کمپنی ساری کی ساری امریکن ہے۔ اور وہ حکومت ابی سینیا کو کام شروع ہونے سے پہلے ایک پائی تک ادا نہ کرے گی۔

لاہور ۳ ستمبر۔ مسجد شہید گنج کی جگہ گوردوارہ کی تعمیر ہو رہی ہے۔ گوردوارہ شہید گنج میں سکھ مبلغ اپنی تقریروں میں ایک سے زائد کرپانیں رکھنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ آج گوردوارہ میں میلہ منایا گیا۔

سری نگر ۳ ستمبر۔ حکومت کشمیر کا بیان ہے۔ گذشتہ ہفتہ شہر میں ہیضہ کے ۱۲۷ اور باقی علاقہ میں ۱۳۳ کیس ہوئے جب سے ہیضہ کی وبا پھیلی ہے۔ کل ۵۴۶۶ کیس اور ۱۳۶۱ اموات ہو چکی ہیں۔

شملہ ۳ ستمبر۔ آج لیجسلیٹو اسمبلی میں مسٹر اے۔ این چٹوپادھیائے کے سوال کے جواب میں آنریبل سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کامرس ممبر نے کہا اس وقت مالی حالت پٹ سن پر محصول برآمد کم کئے جانے کی اجازت نہیں دیتی۔

امرت سر ۳ ستمبر۔ گیہوں تیار ۲ روپے ۳ آنے نخود تیار ۲ روپے ۳ پائی۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۸ آنے چھ پائی۔ چاندی دیسی ۴۳ روپے ۱۲ آنے ہے۔

لاہور ۳ ستمبر۔ بارہ اسیروں نے جو معاملہ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں محبوس ہوئے تھے۔ جیل کی سختیوں کے خلاف احتجاج کے طور پر بھوک ہڑتال کر دی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان سے نہایت کڑی مشقت لی جاتی ہے۔

کراچی ۳ ستمبر۔ مقامی تجارتی حلقوں کا خیال تھے۔ کہ ابی سینیا کی جنگ کا ہندوستان کی اقتصادی خوشحالی پر خوشگوار اثر ہوگا۔ اول یہ کہ جہازوں کا کرایہ بڑھ جائے گا۔ کیونکہ اناج وغیرہ کو میدان جنگ میں لے جانے کی ضرورت ہوگی۔ دوم یہ کہ مختلف اقوام سونے کو محفوظ کرنے کی کوشش کریں گی جس سے سونے کا نرخ بڑھ جائیگا۔

لاہور ۳ ستمبر۔ شہید گنج کے سلسلہ میں اجل سنگھ ایم ایل سی نے ایک بیان اخبارات کو دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ سکھ مسجد شہید گنج کی ایک انچ جگہ دینے کو بھی تیار نہ ہوں گے۔

لاہور ۳ ستمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سر سکندر حیات خان ڈپٹی گورنر ریزرو بنک کی والدہ کا ۸۱ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا ہے۔

شملہ ۳ ستمبر۔ یکم اگست سے ۱۰ ر اگست تک تمام سرکاری ریلوں کی آمدنی ۳ کروڑ ایک لاکھ روپیہ ہے۔ یعنی پچھلے ہفتہ سے چار لاکھ روپیہ زیادہ

قاہرہ (بذریعہ ہوائی ڈاک) مصر کی ابی سینیا سے ہمدردی بڑھ گئی ہے۔ چنانچہ میڈیکل مشن میں بھرتی ہونے کے لئے والنٹیر ہر روز اپنے نام پیش کر رہے ہیں۔ ہز رائل ہائی نس پرنس عمر طوسن پاشا اور پرنس اسمٰعیل داؤد پاشاہ کی سرپرستی میں ابی سینیا کے لئے سوسائٹی اوف ڈیفنس میں بھرتی ہونے والے رضاکاروں کی تعداد ۹۶۲۸۳۳ تک پہنچ چکی ہے۔

الہ آباد۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ دارالامراء میں لیبر پارٹی کے ایک ممبر لارڈ سنہا کو دارالامراء میں نشست دئے جانیکا سوال اٹھانے والے ہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی